قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

بدھ 15 ستمبر 2021ء | 07 صفر 1443 ہجری قمری | 15 تبوک 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:219

ارشادِ باری تعالیٰ

بَلٰی مَنۡ اَوۡفٰی بِعَہۡدِہٖ وَاتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۷۷﴾

(آل عمران:77)

ترجمہ: ہاں کیوں نہیں جس نے بھی اپنے عہد کو پورا کیا اور تقویٰ اختیار کیا اللہ متقیوں سے محبت کرنے والا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:۔

’’آج کل کے معاشرے میں ایک یہ بھی بیماری عام ہے کہ بات کرو تو مکر جاؤ، وعدہ کرو تو اسے پورا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لو، جب کوئی عہد کرو تو اس کو توڑنے کے بہانے تلاش کرو کیونکہ دوسری طرف بہتر مفاد نظر آ رہا ہوتا ہے۔ اور یہ باتیں انفرادی طور پر بھی اور جہاں پانچ دس افراد اکٹھے مل کر کام کر رہے ہوں، کوئی مشترکہ کاروبار ہو وہاں بھی۔ اور بدقسمتی سے ملک سے ملک بھی جب معاہدے کرتے ہیں تو بدعہدی اور زیادتی کر رہے ہوتے ہیں۔ خاص طور پر جب کسی امیر ملک اور غریب ملک میں کوئی معاہدہ ہو تو بعض دفعہ اپنے مفاد منوانے کی خاطر دباؤ ڈالتے ہیں اور اگر دباؤ میں آنے سے کوئی انکاری ہو تو پھر معاہدوں میں بدعہدیاں شروع ہو جاتی ہیں تو بہرحال یہ ایک ایسی برائی ہے جو شخص معاہدوں سے لے کر بین الاقوامی معاہدوں تک حاوی ہے، سب تک پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ فرمایا اگر تم میری محبت چاہتے ہو، یہ چاہتے ہو کہ میں تم سے راضی رہوں، یہ چاہتے ہو کہ میں تمہاری دعاؤں کو سنوں تو تقویٰ اختیار کرو، مجھ سے ڈرو، میری تعلیم پر عمل کرو۔ اور تعلیم میں سے بھی ایک بہت اہم تعلیم اپنے عہد کو پورا کرنا ہے، اپنے وعدوں کا پاس رکھنا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 27؍ فروری 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

کامِ صالح، نامِ طالح (منظوم)

احکامِ خداوندی

مختلف ممالک کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات

گفتگو کا سلیقہ

فرمانِ رسول ﷺ

منافق کی تین علامتیں

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں جب گفتگو کرتا ہے تو کذب بیانی سے کام لیتا ہے، جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو خیانت کرتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔

(بخاری، کتاب الشھادات باب من امر بانجاز الوعد وفعله الحسن)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی سے جھگڑے کی طرح نہ ڈالو اور نہ اس سے بیہودہ تحقیر آمیز مذاق کرو اور نہ اس سے ایسا وعدہ کرو جسے پورا نہ کرسکو۔ (الادب المفرد لامام بخاری۔ الجامع الصغیر لسیوطی حرف ’لا‘)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

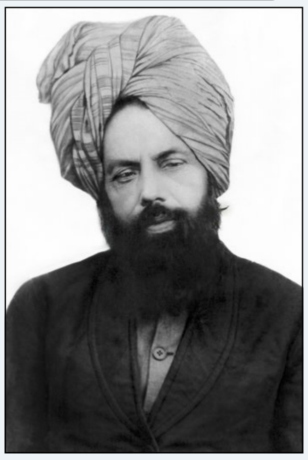

منافق کی علامات

’’یاد رکھو منافق وہی نہیں ہے جو ایفائے عہد نہیں کرتا، یا زبان سے اخلاص ظاہر کرتا ہے مگر دل میں اس کے کفر ہے۔ بلکہ وہ بھی منافق ہے جس کی فطرت میں دورنگی ہے اگرچہ وہ اس کے اختیار میں نہ ہو۔ صحابہ کرامؓ کو اس دورنگی کا بہت خطرہ رہتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت ابوہریرہؓ رو رہے تھے تو حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ کہا کہ اس لئے روتا ہوں کہ مجھ میں نفاق کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ جب میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا ہوں تو اس وقت دل نرم اور اس کی حالت بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہے مگر جب اُن سے جدا ہوتا ہوں تو وہ حالت نہیں رہتی۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہ حالت تو میری بھی ہے پھر دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کل ماجرا بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم منافق نہیں ہو، انسان کے دل میں قبض اور بسط ہوا کرتی ہے جو حالت تمہاری میرے پاس ہوتی ہے اگر وہ ہمیشہ رہے تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔

تو اب دیکھو کہ صحابہ کرامؓ اس نفاق اور دورنگی سے کس قدر ڈرتے تھے۔ جب انسان جرأت اور دلیری سے زبان کھولتا ہے تو وہ بھی منافق ہوتا ہے۔ دین کی ہتک ہوتی سنے اور وہاں کی مجلس نہ چھوڑے یا ان کو جواب نہ دے تب بھی منافق ہوتا ہے۔ اگر مومن کی سی غیرت اور استقامت نہ ہو تب بھی منافق ہوتا ہے، جب تک انسان ہر حال میں خدا کو یاد نہ کرے تب تک نفاق سے خالی نہ ہوگا اور یہ حالت تم کو بذریعہ دعا حاصل ہوگی، ہمیشہ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ اس سے بچاوے۔ جو انسان داخل سلسلہ ہو کر پھر بھی دورنگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس سلسلہ سے دور رہتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے منافقوں کی جگہ اَسۡفَلَ السَّافِلِیۡن رکھی ہے کیونکہ ان میں دورنگی ہوتی ہے اور کافروں میں یک رنگی ہوتی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 455-456 ایڈیشن 1988)

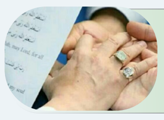

دربارِ خلافت

آٹھویں اور نویں شرط بیعت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر آٹھویں شرط یہ ہے کہ ’’یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 160 اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘، اشتہار نمبر 51)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو اُس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا ہے‘‘۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 10تا12)

پس آپ کا مقصد دنیا کی اصلاح کرنا ہے اور ہم جو ماننے والے ہیں، ہمیں ان باتوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر نویں شرط یہ ہے: ’’یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 160 اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘، اشتہار نمبر 51)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے۔ اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تاکید کرتا مگر اللہ تعالیٰ کی شان اس سے پاک ہے (سبحانہ تعالیٰ شانہٗ)۔ ...... پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو، ہمدردی کرو اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ وَیُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّیَتِیۡمًا وَّاَسِیۡرًا (الدھر:9) وہ اسیر اور قیدی جو آتے تھے اکثر کفّار ہی ہوتے تھے۔ اب دیکھ لو کہ اسلام کی ہمدردی کی انتہا کیا ہے۔ میری رائے میں کامل اخلاقی تعلیم بجز اسلام کے اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوئی‘‘۔ پھر آپ فرماتے ہیں: ’’مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں آئے دن یہ دیکھتا اور سنتا ہوں کہ کسی سے یہ سرزد ہوا اور کسی سے وہ۔ میری طبیعت ان باتوں سے خوش نہیں ہوتی‘‘۔ فرماتے ہیں ’’مَیں جماعت کو ابھی اس بچہ کی طرح پاتا ہوں جو دو قدم اُٹھاتا ہے تو چار قدم گرتا ہے، لیکن مَیں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس جماعت کو کامل کر دے گا۔ اس لیے تم بھی کوشش، تدبیر، مجاہدہ اور دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے کیونکہ اس کے فضل کے بغیر کچھ بنتا ہی نہیں۔ جب اس کا فضل ہوتا ہے تو وہ ساری راہیں کھول دیتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 219۔ ایڈیشن 2003ء)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’اُس کے بندوں پر رحم کرو اور اُن پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ ...... بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خودنمائی سے ان کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خودپسندی سے اُن پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 11-12)

(خطبہ جمعہ 23 / مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

تجھ پہ رحمت مدام ہو پیارے

کام صالح تھا نام طالع تھا
وہ خلافت کا عین تابع تھا
اِک توانا صبیح خادم تھا
گوہرِ پاک ابنِ ہاشم تھا
پی گیا جام وہ شہادت کا
راستہ چن لیا حلاوت کا
اسکو قادر سے خاص نسبت تھی
ابن حیدر سے اب ہوئی اس کی
اپنے پیاروں سے جا ملا ہے وہ
اب شہیدوں میں جا بسا ہے وہ
وہ ظفر یاب زندگانی ہوا
نام یوں اسکا جاودانی ہوا
اس کی یادوں کو یوں سجائیں گے
اپنے سجدوں میں ہم بسائیں گے
تجھ پہ رحمت مدام ہو پیارے
تجھ کو میرا سلام ہو پیارے

(مبارک احمد ظفر۔لندن)

نیلے اُفق میں طالع کہیں دور جا بسا

نیلے اُفق میں طالع کہیں دور جا بسا
پردیس میں وہ آنکھوں کا اب نُور جا بسا
دے کر ہماری آنکھ کو اشکوں کی وہ رُتیں
جنّت کی سرزمین پہ مغفور جا بسا
وہ چاندنی بکھیرنے افریقہ تھا گیا
ٹوٹا جو چاند اُس کا واں سب چُور جا بسا
بچھڑا بھری بہار میں خوشبو بھرا گُلاب
مٹی بھی مہکے اُس میں اِک منصور جا بسا
پیارا تھا وہ حضور کا جو صبح نُور تھا
بَن کر شہید تاروں میں مسرور جا بسا
خادمِ تھا اور غلام تھا دینِ متین کا
قربان ہو کے دور وہ مشہور جا بسا
اہلِ وفا کے سلسلے کا تھا وہ شہسوار
طے کرنے رستے نُور کے وہ طُور جا بسا
زخمی دلوں کو کر کے وہ اِک سیلِ غم عطا
خود عرش کی زمین پہ مبرور جا بسا

(عبدالجلیل عبادؔ۔جرمنی)

قدسیہ نوروالا۔ ناروے

احکام خداوندی

قسط نمبر 8

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

روزے

’’صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلّی قلب کرتا ہے۔‘‘

(حضرت مسیح موعودؑ)

رمضان کے روزوں کی فضیلت

• یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ۔

(البقرہ: 184)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

رمضان کے روزے پورے ایک ماہ رکھنے کی ہدایت

• شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰی وَ الۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡکُمُ الشَّهۡرَ فَلۡیَصُمۡهُ۔

(البقرہ: 186)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے۔

مریض اور مسافر روزہ نہ رکھیں اور گنتی دوسرے دنوں میں پوری کریں

• وَ مَنۡ کَانَ مَرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیۡدُ اللّٰهُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَ لَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ ۫ وَ لِتُکۡمِلُوا الۡعِدَّۃَ۔

(البقرہ: 186)

اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو۔

روزے کی طاقت نہ پانے پر فدیہ کی ادائیگی

• وَعَلَى الَّذِیۡنَ یُطِیۡقُوۡنَهٗ فِدۡیَۃٌ طَعَامُ مِسۡکِیۡنٍ۔

(البقرہ: 185)

اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

رمضان کی راتوں میں بیویوں سے تعلقات کی اجازت

• اُحِلَّ لَکُمۡ لَیۡلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمۡ۔

(البقرہ: 188)

تمہارے لئے (ماہِ) صیام کی راتوں میں اپنی بیویوں سے تعلقات جائز قرار دیئے گئے ہیں۔

اعتکاف کرنا اور اس میں بیویوں سے تعلق نہ رکھنے کا حکم

• وَلَا تُبَاشِرُوۡهُنَّ وَاَنۡتُمۡ عٰکِفُوۡنَ ۙ فِی الۡمَسٰجِدِ۔

(البقرہ: 188)

اور ان سے ازدواجی تعلقات قائم نہ کرو جبکہ تم مساجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے ہو۔

لیلۃ القدر کی اہمیت و فضیلت اور اسکی تلاش

• اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ﴿۲﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ﴿۳﴾ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ﴿۴﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ﴿۵﴾ سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿۶﴾

(القدر: 2 تا 6)

یقیناً ہم نے اسے قدر کی رات میں اتارا ہے۔ اور تجھے کیا سمجھائے کہ قدر کی رات کیا ہے۔ قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ بکثرت نازل ہوتے ہیں اُس میں فرشتے اور روح القدس اپنے ربّ کے حکم سے۔ ہر معاملہ میں سلام ہے۔ یہ (سلسلہ) طلوعِ فجر تک جاری رہتا ہے۔

لیلۃ القدر میں قرآن کا نزول

• اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ۔

(الدخان: 4)

یقیناً ہم نے اسے ایک بڑی مبارک رات میں اتارا ہے ہم بہرصورت انذار کرنے والے تھے۔

رمضان کی برکات کے لئے جستجو کرنا

• وَابۡتَغُوۡا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمۡ۔

(البقرہ: 188)

اور (اس مقدس مہینے میں) جو کچھ برکات (خدا تعالیٰ نے) تمہارے لیے مقرر کر رکھی ہیں ان کے حصول کے لیے پوری کوشش کرو۔

(احکام خداوندی از حنیف محمود 700)

آج کی دعا

میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا۔ اور دنیا کی محبت چھوڑ دی۔ اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یَا رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 316)

یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بہشتی مقبرہ اور اس میں دفن ہونے والوں کے لئے دعا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے تین مرتبہ یہ بابرکت دعا کی ہے۔

آپؑ رسالہ الوصیت میں مزید فرماتے ہیں:

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی انکے کاروبار میں نہیں۔ آمین یَا رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ۔

پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور و رحیم تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادے پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں۔ جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یَا رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 316-318)

مرسلہ: مریم رحمٰن

سید عمار احمد

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک وشہور

قسط 2

ارشاد برائے اٹلی

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

یوز آسف وہی ہے جس کو یسوع کہتے ہیں۔ اور آسف کے معنیٰ ہیں پراگندہ جماعتوں کو جمع کرنے والا۔ چونکہ مسیح علیہ السلام کا کام بھی بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنا تھا اور اہل کشمیر بہ اتفاق اہل تحقیق بنی اسرائیل ہی ہیں۔ اس لئے ان کا یہاں آنا ضروری تھا۔ اس کے علاوہ خود یوز آسف کا قصہ یورپ میں مشہور ہے۔ بلکہ یہاں تک کہ اٹلی میں اس نام پر ایک گرجا بھی بنایا گیا ہے اور ہر سال وہاں ایک میلہ بھی ہوتا ہے۔ اب اس قدر صرف کثیر سے ایک مذہبی عمارت کا بنانا اور پھر ہر سال اس پر ایک میلہ کرنا کوئی ایسی بات نہیں ہے جو سرسری نگاہ سے دیکھی جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ یوز آسف مسیح کا حواری تھا۔ ہم کہتے ہیں یہ بات سچی نہیں ہے۔ یوز آسف خود ہی مسیح تھا۔ اگر وہ حواری ہے تو یہ تمہارا فرض ہے کہ تم ثابت کرو کہ مسیح کے کسی حواری کا نام شہزادہ نبی ہو۔

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 162)

ارشاد برائے ہالینڈ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

یاد رکھو کہ فضائل بھی امراض متعدیہ کی طرح متعدی ہونے ضروری ہیں۔مومن کے لئے حکم ہے کہ وہ اپنے اخلاق کو اس درجہ پر پہنچائے کہ وہ متعدی ہو جائیں۔ کیونکہ کوئی عمدہ سے عمدہ بات قابل پذیرائی اور واجب التعمیل نہیں ہوسکتی جب تک اس کے اندر ایک چمک اور جذب نہ ہو۔ اس کی درخشانی دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور جذب ان کو کھینچ لاتا ہے اور پھر اس فعل کی اعلیٰ درجے کی خوبیاں خود بخود دوسرے کو عمل کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔ دیکھو! حاتم کا نیک نام ہونا سخاوت کے باعث مشہور ہے۔ گو میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ خلوص سے تھی۔ ایسا ہی رستم و اسفند یار کی بہادری کے فسانے عام زبان زد ہیں اگرچہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ خلوص سے تھے۔ میرا ایمان اور مذہب یہ ہے کہ جب تک انسان سچا مومن نہیں بنتا اس کے نیکی کے کام خواہ کیسے ہی عظیم الشان ہوں لیکن وہ ریا کاری کے ملمع سے خالی نہیں ہوتے۔ لیکن چونکہ ان میں نیکی کی اصل موجود ہوتی ہے اور یہ وہ قابل قدر جوہر ہے جو ہر جگہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس لئے باایں ہمہ ملمع سازی و ریا کاری وہ عزت سے دیکھے جاتے ہیں۔

خواجہ صاحب نے میرے پاس ایک نقل بیان کی تھی اور خود میں نے بھی اس قصہ کو پڑھا ہے کہ سرفلپ سڈنی ملکہ الزبتھ کے زمانے میں قلعہ زلفن ملک ہالینڈ کے محاصرے میں جب زخمی ہوا، تو اس وقت عین نزع کی تلخی اور شدت پیاس کے وقت جب اس کے لئے ایک پیالہ پانی کا جو وہاں بہت کمیاب تھا، مہیا کیا گیا تو اس کے پاس ایک اور زخمی سپاہی تھا جو نہایت پیاسا تھا۔ وہ سرفلپ سڈنی کی طرف حسرت اور طمع کے ساتھ دیکھنے لگا۔سڈنی نے اس کی یہ خواہش دیکھ کر وہ پانی کا پیالہ خود نہ پیا بلکہ بطور ایثار یہ کہہ کر اس سپاہی کو دے دیا کہ ’’تیری ضرورت مجھ سے زیادہ ہے‘‘ مرنے کے وقت بھی لوگ ریا کاری سے نہیں رکھتے۔ ایسے کام اکثر ریا کاروں سے ہو جاتے ہیں، جو اپنے آپ کو اخلاق فاضلہ والے انسان ثابت کرنا یا دکھانا چاہتے ہیں۔غرض کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ اس کی ساری باتیں بری حالت کی اچھی ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ انسان اچھی باتوں کی کیوں پیروی نہیں کرتے؟ میں اس کے جواب میں یہی کہوں گا کہ اصل بات یہ ہے کہ انسان فطرتاً کسی بات کی پیروی نہیں کرتا جب تک کہ اس میں کمال کی مہک نہ ہو اور یہی ایک سر ہے جو اللہ تعالیٰ ہمیشہ انبیا علیہم السلام کو مبعوث کرتا رہا ہے اور خاتم النبیین کے بعد مجددین کے سلسلے کو جاری رکھا ہے، کیونکہ یہ لوگ اپنے عملی نمونہ کے ساتھ ایک جذب اور اثر کی قوت رکھتے ہیں اور نیکیوں کا کمال ان کے وجود میں نظر آتا ہے اس لئے کہ انسان بالطبع کمال کی پیروی کرنا چاہتا ہے۔ اگر انسان کی فطرت میں یہ قوت نہ ہوتی تو انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کی بھی ضرورت نہ رہتی۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 196-198)

ارشادات برائے جرمنی

حضورؑ فرماتے ہیں:

ہمیں کئی بار اس آیت کی طرف توجہ ہوئی ہے اور اس میں سوچتے ہیں کہ مِنۡ کُلِّ حَدَبٍ یَّنۡسِلُوۡنَ (الانبیاء:97)۔ اس کا ایک تو یہ مطلب ہے کہ ساری سلطنتیں، ریاستیں اور حکومتیں ان سب کو یہ اپنے زیر کر لیں گے اور کسی کو ان کے مقابلے کی تاب نہ ہو گی۔

دوسرے معنے یہ ہیں کہ حدب کے معنے ہیں بلندی، نسل کے معنے ہیں دوڑنا۔یعنی بلندی پر سے دوڑ جاویں گے کُلّ عمومیت کے معنے رکھتا ہے یعنی ہر قسم کی بلندی کو کود جاویں گے۔ بلندی پر چڑھنا قوت اور جرات کو چاہتا ہے۔ نہایت بڑی بھاری اور آخری بلندی مذہب کی بلندی ہوتی ہے۔ سارے زنجیروں کو انسان توڑ سکتا ہے مگر رسم اور مذہب کی ایک ایسی زنجیر ہوتی ہے کہ اس کو کوئی ہمت والا ہی توڑ سکتا ہے۔سو ہمیں اس ربط سے یہ بھی ایک بشارت معلوم ہوتی ہے کہ وہ آخر کار اس مذہب اور رسم کی بلندی کو اپنی آزادی اور جرات سے پھلانگ جاویں گے اور آخر کار اسلام میں داخل ہوتے جاوینگے اور یہی ضال کے لفظ سے بھی ٹپکتا ہے اور اس امر کی بنیادی اینٹ قیصر جرمن نے چند دن ہوئے اپنا عقیدہ عیسویت کے متعلق ظاہر کر کے رکھ دی ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 15-16)

پھر ذکر ہوا کہ بلاد یورپ اور امریکہ اور جرمن وغیرہ میں آج کل ایک عجیب تحریک پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ لوگ خود بخود ہی ان خیالات فاسدہ سے دست کش ہوتے جاتے ہیں اور ان کی تجویز ہے کہ ان تثلیث اور کفارہ کے بے دلیل خیالات کو مہذب دنیا سے اڑا کر بادلیل اور آزادی پسند خیالات نوجوانوں کے آگے پیش کئے جاویں۔

(ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 354)

ارشادات برائے امریکہ وآسٹریلیا

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اب میں پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہوں۔ میں نے یہ بیان کیا ہے کہ دو بروز ہیں ایک اَلدَّجَّال کا دوسرا یاجوج ماجوج کا۔

اَلدَّجَّال کا بروز وہ ہے جو آدم علیہ السلام سے لے کر ایک سلسلہ چلا جاتا تھا۔جس قسم کی بدیاں اور شرارتیں مختلف طور پر مختلف وقتوں میں ظاہر ہوئیں آج ان سب کو جمع کر دیا گیا ہے اور ایک عجیب نظارہ قدرت دکھایا ہے۔ چونکہ اب انسانی عمروں کا خاتمہ ہے اس لیے خاتمہ پر ایک بدیوں کا اور ایک نیکوں کا بروز بھی دکھایا۔

بدیوں کا بروز وہی ہے جس کو میں نے اَلدَّجَّال کہا ہے۔ تمام مکائد اور شرارتوں کا وہ مجموعہ ہے۔ اس آخری زمانہ میں ایک گروہ کو سفلی عقل اس قدر دی گئی ہے کہ تمام چھپی ہوئی چیزیں پیدا ہوگئی ہیں۔ اس نے دو قسم کا دجل دکھایا۔ ایک قسم کا حملہ نبوت پر کیا اور ایک خدا پر۔ نبوت پر تو یہ حملہ تھا کہ منشاء الٰہی کو بگاڑا اور دماغی طاقتوں کو انتہائی مدارج پر پہنچا کر الوہیت پر تصرف کرنے کے لیے خدا پر حملہ کیا۔ امراض مُزمنہ کے علاج کی طرف توجہ، اور ایک کا نطفہ لے کر رحم میں بذریعہ کل ڈالنا۔ بارش برسانے کے آلات ایجاد کرنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب امور اس قسم کے ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ یہ لوگ الوہیت پر تصرف کرنا چاہتے ہیں۔ یہ گروہ خود خدا بن رہا ہے اور دوسرا گروہ کسی اور انسان کو خدا بناتا ہے۔ جو کچھ آج کل یورپ اور امریکہ میں ہو رہا ہے اس کی غرض کیا ہے۔ یہی کہ ایک آزادی اور حرص جو پیدا ہوگئی ہے اس کو پورے طور پر کام میں لا کر ربوبیت کے بھیدوں کو معلوم کر کے خدا سے آزاد ہو جاویں۔

غرض جان ڈالنے کے، مردوں کے زندہ کرنے کے، بارش برسانے کے تجربے کرتے ہیں۔ یہاں تک ہی محدود نہیں بلکہ ان کی تو کوشش یہ ہو رہی ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے وہ سب ہمارے ہی قبضہ میں آ جاوے۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 406)

پھر فرماتے ہیں:

علوم ظاہری اور علوم قرآنی کے حصول کے درمیان ایک عظیم الشان فرق ہے۔ دنیوی اور رسمی علوم کے حاصل کرنے کے واسطے تقویٰ شرط نہیں ہے۔صرف ونحو، طبعی، فلسفہ، ہیئت و طبابت پڑھنے کے واسطے یہ ضروری امر نہیں ہے کہ وہ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو، او امر الٰہی اور نواہی کو ہر وقت مدنظر رکھتا ہو۔ اپنے ہر فعل و قول کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے نیچے رکھے۔ بلکہ بسا اوقات کیا عموماً دیکھا گیا ہے کہ دنیوی علوم کے ماہر اور طلبگار دہریہ منش ہو کر ہر قسم کے فسوق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں۔ آج دنیا کے سامنے ایک زبردست تجربہ موجود ہے۔ یورپ اور امریکہ باوجود یکہ وہ لوگ ارضی علوم میں بڑی بڑی ترقیاں کر رہے ہیں اور آئے دن نئی ایجادات کرتے رہتے ہیں لیکن ان کی روحانی اور اخلاقی حالت بہت کچھ قابل شرم ہے۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 384)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں:

آج کل کے فلاسفروں نے مردوں کے واپس آنے کی بہت تحقیقات کی ہے۔ امریکہ میں ایک شخص کو مار کر دیکھا کہ آیا مرنے کے بعد شعور باقی رہتا ہے یا نہیں۔ اس شخص کو جس پر یہ تجربہ کرنا چاہا۔ کہہ دیا گیا کہ تم آنکھ

کے اشارے سے بتادینا مگر جب وہ ہلاک کیا گیا تو کچھ بھی نہ کرسکا کیونکہ یہ ایک سر الٰہی ہے جس کی تہہ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ انسان جب حد سے گزرتا ہے تو سر کی تلاش کی فکر میں ہوتا ہے مغربی دنیا میں جو زمینی تحقیقات میں لگی ہوئی ہے وہ ہر فلسفہ میں ادب سے دور نکل جاتی ہے اور انسانی حدود کو چھوڑ کر آگے قدم رکھنا چاہتی ہے مگر بے فائدہ۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان امور کو جو ایمانیات سے متعلق ہیں نہ تو اس قدر چھپایا ہے کہ تکلف کی حدت تک پہنچ جائیں اور نہ اس قدر ظاہر کیا ہے کہ ایمان ایمان ہی نہ رہے اور کوئی فائدہ اس پر مترتب نہ ہو سکے۔

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 479-480)

اس وقت حضرت اقدسؑ تشریف لائے حضور کو خبر دی گئی کہ ایک پادری صاحب بنام گرسفورڈ نے ایک کتاب اپنے زعم میں آپ کے دعاوی کی تردید میں لکھی ہے اس کا نام رکھا ہے ’’میرزا غلام احمد قادیان کا مسیح اور مہدی‘‘ مگر حضور کے دعوے اور دلائل کو خوب مفصل بیان کیا ہے اور اس کی اشاعت امریکہ میں بہت کی گئی ہے اس پر ذکر ہوتا رہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اشاعت کا ذریعہ بنایا ہے اس کی وہی مثال ہے کہ۔

عدو شود سبب خیرگر خدا خواہد

حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ:

پھر تو ہم کو بھی ضرور لکھنا چاہیے جب انہوں نے بطور ہدیہ کے کتاب ہمیں بھیجی تو ہمیں بھی ہدیہ بھیجنا چاہیے یہ خدا کے کام ہیں۔ مخالفوں کی توجہ سے بہت کام بنتا ہے میں نے آزمایا ہے کہ جہاں مخالف ٹھوکر کھاتا ہے وہاں ہی ایک بڑی حکمت کی بات ہوتی ہے۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 476)

6/اگست کی شام کو حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے۔ پیر گولڑی کی اس پرفن کارروائی کا ذکر تھا جو اس نے اپنی کتاب سیف چشتیائی کی تالیف میں کی ہے اور جس کا راز اس کی اشاعت میں بالکل کھول دیا جاوے گا اور دنیا کو دکھایا جائے گا کہ کفن کھسوٹ مصنف بھی دنیا میں ہیں۔ اس کے بعد امریکہ کے مشہور مفتری مدعی الیاس ڈوئی کا اخبار پڑھا گیا جو مفتی محمد صادق صاحب ایک عرصہ سے سنایا کرتے ہیں ڈوئی نے اپنے مخالف قوموں، بادشاہوں اور سلطنتوں کی نسبت پیشگوئی کی ہے کہ وہ تباہ ہو جائیں گے۔ اس پر حضرت اقدسؑ کی رگ غیرت وحمیت دینی جوش میں آئی اور فرمایا:

’’مفتری کذاب اسلام کا خطرناک دشمن ہے۔ بہتر ہے اس کے نام ایک کھلا خط چھاپ کر بھیجا جاوے اور اس کو مقابلہ کے لیے بلایا جاوے۔ اسلام کے سوا دنیا میں کوئی سچا مذہب نہیں ہے اور اسلام ہی کی تائید میں برکات اور نشان ظاہر ہوتے ہیں میرا یقین ہے کہ اگر یہ مفتری میرا مقابلہ کرے گا تو سخت شکست کھائے گا اور اب وقت آ گیا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے افترا کی اس کو سزا دے۔‘‘ غرض یہ قرار پایا کہ 7 اگست کو حضرت اقدسؑ ایک خط اس مفتری کو لکھیں اور اسے نشان نمائی کے میدان میں آنے کی دعوت کریں۔ یہ خط انگریزی زبان میں ترجمہ ہو کر مختلف اخبارات میں بھی شائع ہو گا اور بھیجا جاوے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 107-108)

ایک شخص نے اپنی رؤیا سنائی جس میں یہ آیت تھی فِطۡرَتَ اللّٰہِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡہَا (الروم: 31) فرمایا: - اس کے معنی یہی ہیں کہ اسلام فطرتی مذہب ہے انسان کی بناوٹ جس مذہب کو چاہتی ہے وہ اسلام ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اسلام میں بناوٹ نہیں ہے۔ اس کے تمام اصول فطرت انسانی کے موافق ہیں۔ تثلیث اور کفارہ کی طرح نہیں ہیں جو سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ عیسائیوں نے خود مانا ہے کہ جہاں تثلیث نہیں گئی وہاں توحید کا مطالبہ ہو گا۔ کیونکہ فطرت کے موافق توحید ہی ہے اگر قرآن شریف نہ بھی ہوتا۔ تب بھی انسانی فطرت توحید ہی کو مانتی۔ کیونکہ وہ باطنی شریعت کے موافق ہے ایسا ہی اسلام کی کل تعلیم باطنی شریعت کے موافق ہے برخلاف عیسائیوں کی تعلیم کے جو مخالف ہے۔ دیکھو حال ہی میں امریکہ میں طلاق کا قانون خلاف انجیل پاس کرنا پڑا۔ یہ دقت کیوں پیش آئی اس لئے کہ انجیل کی تعلیم فطرت کے موافق نہ تھی۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 308)

امریکہ کے ایک انگریز کا اشتہار سنایا گیا جس میں اس نے لکھا ہے کہ مسیحؑ کی دوبارہ آمد وقت کا یہی وقت ہے۔ وہ کل نشانات پورے ہو گئے جو آمد ثانی کے پیش خیمہ تھے اور اس نے اس بیان کو بڑے بشپوں اور فلاسفروں کی شہادتوں سے قوی کیا ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔ اصل میں ان کی یہ بات کہ مسیحؑ کی آمد ثانی کا وقت یہی ہے۔ اور اس کے آنے کے تمام نشانات پورے ہو گئے ہیں بالکل ہمارے منشاء کے مطابق ہے اور راستی بھی اسی میں ہے ان کی وہ بات جو حق ہو اور جہاں تک وہ راستی کی حمایت میں ہو اسے رد نہ کرنا چاہیے۔ یہ لوگ ایک طرح سے ہماری خدمت کر رہے ہیں۔ اس ملک میں جہاں ہماری تبلیغ بڑی محنت اور صرف کثیر سے بھی پوری طرح سے کماحقہ نہیں پہنچ سکتی۔ وہاں یہ ہماری اس خدمت کو مفت اچھی طرح سے پورا کر رہے ہیں۔ انہوں نے وقت کی تشخیص تو بالکل راست کی ہے۔ مگر نتائج نکالنے میں سخت غلطی کرتے ہیں جو آنے والے کی انتظار آسمان سے کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 240-241)

حضورؑ فرماتے ہیں:

اب ایک ہوا چل پڑی ہے جیسے ہمارے دلوں میں ڈالا ہے کہ مسیح مر گیا ویسے ہی اب ان کے (اہل یورپ و امریکہ کے) لوگوں کے دلوں میں ڈالا ہے۔ اخبار اور رسالے نکلتے ہیں اور مسیح کی امید لگ رہی ہے سب پکار رہے ہیں کہ یہی زمانہ ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 309)

حضورؑ فرماتے ہیں:

پھر احادیث میں پڑھتے تھے کہ مہدی کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہو گا اور جب تک یہ نشان پورا نہیں ہوا تھا اس وقت تک شور مچاتے تھے کہ یہ نشان پورا نہیں ہوا، لیکن اب ساری دنیا قریباً گواہ ہے کہ یہ نشان پورا ہوا۔ یہاں تک کہ امریکہ میں بھی ہوا۔ اور دوسرے ممالک میں بھی پورا ہوا۔

(ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 119)

حضورؑ فرماتے ہیں:

امریکہ سے جناب مفتی محمد صادق صاحب کے ذریعہ ایک ڈاکٹر کی بیوی نے اپنے کسی عارضہ کے لیے دعا کی درخواست کی تھی آپ نے فرمایا:

اس کو جواب میں لکھا جاوے کہ اس میں شک نہیں کہ دعاؤں کی قبولیت پر ہمارا ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے قبول کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے مگر دعاؤں کے اثر اور قبولیت کو توجہ کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے اور پھر حقوق کے لحاظ سے دعا کے لیے جوش پیدا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا حق سب پر غالب ہے اس وقت دنیا میں شرک پھیلا ہوا ہے اور ایک عاجز انسان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا جاتا ہے اس لیے فطرتی طور پر ہماری توجہ اس طرف غالب ہو رہی ہے کہ دنیا کو اس شرک سے نجات ملے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت قائم ہو اس کے سوا دوسری طرف ہم توجہ کر ہی نہیں سکتے۔ اور یہ بات ہمارے مقاصد اور کام سے دور ہے کہ اس کو چھوڑ کر دوسری طرف توجہ کریں بلکہ اس میں ایک قسم کی معصیت کا خطرہ ہوتا ہے۔

ہاں یہ میرا ایمان ہے کہ بیماروں یا مصیبت زدوں کے لیے توجہ کی جاوے تو اس کا اثر ضرور ہوتا ہے بلکہ ایک وقت یہ امر بطور نشان کے بھی مخالفوں کے سامنے پیش کیا گیا اور کوئی مقابلہ میں نہ آیا اس وقت میری ساری توجہ اسی ایک امر کی طرف ہو رہی ہے کہ یہ مخلوق پرستی دور ہو اور صلیب ٹوٹ جاوے اس لیے ہر کام کی طرف اس وقت میں توجہ نہیں کر سکتا۔ خدا نے مجھے اسی طرف متوجہ کر دیا ہے کہ یہ شرک جو پھیلا ہوا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کو خدا بنایا گیا ہے اس کو نیست و نابود کر دیا جاوے۔ یہ جوش سمندر کی طرح میرے دل میں ہے اسی لیے ڈوئی کو لکھا ہے کہ وہ مقابلہ کے لیے نکلے پس تم صبر کرو جب تک کہ ایک دعا کا فیصلہ ہو جاوے اس کے بعد ایسے امور کی طرف بھی اللہ تعالیٰ چاہے تو توجہ ہوسکتی ہے لیکن دعا کرانے والے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور اللہ تعالیٰ سے صلح کرے اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ پس جہاں تک ممکن ہو تم اپنے آپ کو درست کرو اور یہ یقیناً سمجھ لو کہ انسان کا پرستار کبھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

مسیحؑ کی زندگی کے حالات پڑھو تو صاف معلوم ہو گا کہ وہ خدا نہیں ہے اس کو اپنی زندگی میں کس قدر کوفتیں اور کلفتیں اٹھانی پڑیں اور دعا کی عدم قبولیت کا کیسا برا نمونہ اس کی زندگی میں دکھایا گیا ہے خصوصاً باغ والی دعا جو ایسے اضطراب کی دعا ہے وہ بھی قبول نہ ہوئی اور وہ پیالہ ٹل نہ سکا۔ پس ایسی حالت میں مقدم یہ ہے کہ تم اپنی حالت کو درست کرو اور انسان کی پرستش چھوڑ کر حقیقی خدا کی پرستش کرو۔

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 244-245)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ہم اس بات کے قائل نہیں ہیں اور نہ ہی اس مسئلہ میں ہم توریت کی پیروی کرتے ہیں کہ چھ سات ہزار سال سے ہی جب سے یہ آدم پیدا ہوا تھا اس دنیا کا آغاز ہوا ہے اور اس سے پہلے کچھ بھی نہ تھا اور خدا گویا معطل تھا اور نہ ہی ہم اس بات کے مدعی ہیں کہ یہ تمام نسل انسانی جو اس وقت دنیا کے مختلف حصوں میں موجود ہے یہ اسی آخری آدم کی نسل ہے۔ ہم تو اس آدم سے پہلے بھی نسل انسانی کے قائل ہیں جیسا کہ قرآن شریف کے الفاظ سے پتہ لگتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً (البقرہ:31)۔ خلیفہ کہتے ہیں جانشین کو۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آدم سے پہلے بھی مخلوق موجود تھی۔ پس امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ کے لوگوں کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس آخری آدم کی اولاد میں سے ہیں یا کہ کسی دوسرے آدم کی اولاد میں سے ہیں۔

(ملفوظات جلد دہم - پرانا ایڈیشن صفحہ 432)

(جاری ہے)

ظہیر احمد طاہر۔ جرمنی

گفتگو کا سلیقہ

انسان کے اخلاق کی پرورش میں اس کا طرزِ کلام بہت اہمیت رکھتا ہے۔انسانی سوچ کا انسانی خیالات پر گہرا اثر ہوتا ہے جس قدر پاکیزہ سوچ ہوگی اُسی قدر پاکیزہ کلام زبان سے ادا ہوگا۔مثبت سوچ سے مثبت رویے جنم لیتے ہیں جبکہ منفی سوچ سے منفی رجحانات پیدا ہوتے ہیں۔اس لیے اپنی سوچ کو ہمیشہ مثبت رکھنا چاہئے ورنہ منفی سوچیں انسان کے دل و دماغ میں جگہ بنالیتی ہیں اور بالآخر وہ مردم بیزار ہوجاتا ہے۔اگر کوئی انسان اپنی زبان سے ہمیشہ سخت اور ناپسندیدہ الفاظ ادا کرتا رہتا ہے تو ایک وقت آئے گا کہ اُس کی بات سننے والا کوئی نہ ہوگا اور لوگ اس سے متنفر ہوکر دور ہوجائیں گے۔اگر ہم اپنے اردگرد بسنے والوں سے ہنستے مسکراتے چہروں کے ساتھ ہم کلام ہوں،نرم لہجے میں گفتگو کریں،پاکیزہ طرزِ کلام اپنائیں اور ترش روئی کو چھوڑ دیں تو ہر کوئی ہماری طرف متوجہ ہوگا،ہماری بات کو اہمیت دے گا اور اُسے غور اور توجہ سے سنے گا۔

گفتگو،بات چیت کی ایک قسم ہے جو دو یا زائد افراد یا دو ٹیموں کے درمیان ہوتی ہے۔گفتگو انسانی افکار،خیالات اور اعتقادات کو دوسروں تک پہنچانے کا آسان اور اہم ترین ذریعہ ہے۔گفتگو کے دوران دو فریقین کے درمیان باتوں کا تبادلہ برابری کی بنیاد پر ہوتا ہے جس میں کسی کو دوسرے پر فوقیت یا برتری حاصل نہیں ہوتی بلکہ وہ باہم ایک خوشگوار ماحول میں تبادلہ خیالات کرتے ہیں۔یعنی وہ کسی خطیب یا مقرر کے طور پر گفتگو میں شامل نہیں ہوتے بلکہ ہر شخص دوسرے کے خیالات سے استفادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔گفتگو کا فن ہر زمانے میں تعلقاتِ عامہ کا اہم جزو رہا ہے۔کہا جاتا ہے کہ ایک شخص ارسطو کے پاس آیا اور کافی دیر خاموش بیٹھا رہا۔ارسطو نے اس سے کہا کہ تو میرے ساتھ کچھ گفتگو کر، تا کہ میں تجھے جان سکوں۔اسی حقیقت کو ایک فارسی شعر میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

؎ تا مرد نہ گفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد

یعنی جب تک انسان گفتگو نہیں کرتا اُس کے عیب اور خوبیاں چھپی رہتی ہیں گویا گفتگو کسی بھی انسان کے تعارف اور اس کی شخصیت کو جاننے کا بہت بڑا ذریعہ ہے جس سے اُس انسان کے کردار اور اخلاق کو شناخت کرنے میں مدد ملتی ہے۔پس یہ حسن اخلاق یا حسنِ گفتار ہی ہے جو انسان کو لوگوں میں ہردلعزیز اور مقبول بنا دیتا ہے اور وہ میدانِ عمل میں لوگوں کا منظورِ نظر بن جاتا ہے جبکہ ایک بداخلاق اور بدتہذیب انسان دوسروں کی نگاہ میں حقیر اور ذلیل ہوجاتا ہے۔اس لیے گفتگو کرتے وقت فریقین کو اپنی زبان پر کنٹرول رکھنا چاہئے تا کہ ان کی گفتگو سے اخوت و محبت اور بھائی چارے میں اضافہ ہو اور گفتگو کے اختتام پر آپسی تعلقات مزید مضبوط ہوجائیں۔مشہور ضرب المثل ہے کہ ’پہلے تولو پھر بولو‘۔یہ بات مومن کی شان کے منافی ہے کہ وہ لغو اور بیہودہ گفتگو کرے اور بد اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دوسروں کے دلوں کو ٹھیس پہنچائے۔ایک مومن کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُس کے خوشنودی کا حصول ہے جس کے لیے پاکیزگی کا اختیار کرنا لازمی امر ہے۔پس اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بلندیوں کی طرف محو پرواز ہونے کے لیے اپنی زبان کو سدھارنا اور اُسے حُسنِ کلام کے زیور سے آراستہ کرنا ازبس ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۙ﴿۴﴾

(المؤمنون: 2تا4)

’’یقیناً مومن کامیاب ہوگئے۔وہ جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرنے والے ہیں اور جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں۔‘‘

قرآن شریف نے جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان ہونے والا ایک نصیحت آموز مکالمہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ: ’’ہر جان جو کسب کرتی ہے اسی کی رہین ہوتی ہے۔سوائے دائیں طرف والوں کے۔جو جنتوں میں ہوں گے۔ایک دوسرے سے پوچھ رہے ہوں گے۔مجرموں کے بارہ میں۔تمہیں کس چیز نے جہنّم میں داخل کیا؟ وہ کہیں گے ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے۔اور ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے۔اور ہم لغو باتوں میں مشغول رہنے والوں کے ساتھ مشغول ہوجایا کرتے تھے۔اور ہم جزا سزا کے دن کا انکار کیا کرتے تھے۔یہاں تک کہ موت نے ہمیں آلیا۔‘‘ (المدثر:48-39) قرآن کریم کی ان آیات سے واضح ہے کہ جنت کے حصول کے لیے جہاں عبادات کا قیام اہم کردار ادا کرتا ہے وہیں انسانوں کی خدمت اور انہیں تکلیفوں سے بچانا بھی بہت ضروری ہے۔حضرت ابوہریرہؓ بیان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کے بہترین مسلمان ہونے کا تقاضا ہے کہ لغو باتوں کو چھوڑ دے۔

(جامع ترمذی،ابواب الزھد،بَابٌ مَاجَآءَ فِي مَنْ تَكَلَّمَ بِالْكَلِمَةِ لِيُضْحِكَ النَّاسَ)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالنَّجَاةُ قَالَ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ

(جامع ترمذی،ابواب الزھد،بَابٌ مَاجَآءَ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ)

ترجمہ:حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! نجات کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی زبان قابو میں رکھو،اپنے گھر میں رہو اور اپنی غلطیوں پر رویا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی زبان سے نکلنے والی مختلف بولیوں کو اپنی قدرت کا نشان قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

وَمِنۡ اٰیٰتِہٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافُ اَلۡسِنَتِکُمۡ وَاَلۡوَانِکُمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلۡعٰلِمِیۡنَ ﴿۲۳﴾

(الروم:23)

’’اور اس کے نشانات میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کے اختلاف بھی۔یقیناً اس میں عالموں کے لیے بہت سے نشانات ہیں۔‘‘اگرچہ ہر انسان کا لہجہ،تلفظ اور طرزِ گفتگو دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔اُن کے رنگ اور بولیاں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن سب کی گفتگو کے اعضاء ایک جیسے ہوتے ہیں۔سب کے منہ اور زبان کی ساخت ایک جیسی ہے۔اس لیے کسی انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسرے انسانوں کو حقیر یا کم تر جانے اور اُن کی تحقیر کرے۔ان کا تمسخر اڑائے،انہیں شرمندہ کرے یا اُن کی کسی جسمانی کمزوری کو بنیاد بنا کر اُنہیں دکھ اور تکلیف میں مبتلا کرے۔قرآن کریم نے ہر حال میں نرم اور پاک گفتگو کی طرف متوجہ فرمایا ہے:

وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا (البقرہ:84)

’’اور لوگوں سے نیک بات کہا کرو۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے جب اپنے دو انبیاء کو فرعون کی طرف دعوت حق کے لیے بھیجا تو انہیں یہی نصیحت فرمائی کہ اُس سے نرم بات کہنا چنانچہ فرمایا:

اِذۡہَبَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّہٗ طَغٰی ۔ فَقُوۡلَا لَہٗ قَوۡلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّہٗ یَتَذَکَّرُ اَوۡ یَخۡشٰی ۔

(طٰہٰ: 44-45)

’’تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ۔یقیناً اس نے سرکشی کی ہے۔پس اس سے نرم بات کہو۔ہوسکتا ہے وہ نصیحت پکڑے یا ڈر جائے۔‘‘

قرآن شریف کے ایک اور مقام پر اچھے کلمے اور اچھی گفتگو کو ایک مثال کے ذریعہ بیان کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصۡلُہَا ثَابِتٌ وَّ فَرۡعُہَا فِی السَّمَآءِ ﴿ۙ۲۵﴾ تُؤۡتِیۡۤ اُکُلَہَا کُلَّ حِیۡنٍۭ بِاِذۡنِ رَبِّہَا ؕ وَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّہُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۲۶﴾

(ابراہیم:26-25)

’’کیا تو نے غور نہیں کیا کہ کس طرح اللہ نے مثال بیان کی ہے ایک کلمۂ طیّبہ کی ایک شجرۂ طیّبہ سے۔اس کی جڑ مضبوطی سے پیوستہ ہے اور اس کی چوٹی آسمان میں ہے۔وہ ہر گھڑی اپنے ربّ کے حکم سے اپنا پھل دیتا ہے تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔‘‘

پس اچھا طرز کلام دلوں کو فتح کرتا ہے جس سے دل دلوں کے قریب ہوتے ہیں اور اس کے معاشرے پر مثبت اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔اس ذریعہ سے محبت کی کھیتیاں اُگتی ہیں اور نفرت کی دیواریں گرجاتی ہیں۔معاشرے میں پر امن فضا پیدا ہوتی ہے۔جب تحمّل اور بردباری فروغ پاتی ہے تو ہر کسی کو بات کہنے کا موقع ملتا ہے جس سے باہمی تعلقات مضبوط ہوتے ہیں اور ایک پرسکون ماحول جنم لیتا ہے۔پس اچھے روّیوں کے پھل نہایت شیریں اور دیرپا ہیں۔پنجابی زبان کا مقولہ ہے: زبان شیریں ملک گیری یعنی اگر زبان میٹھی ہو تو انسان لوگوں کے دلوں پر حکومت کرسکتا ہے۔سندھی زبان کی ایک کہاوت ہے جس ترجمہ یہ ہے کہ زبان ہے تو چھوٹی سی چیز مگر بگڑے تو بس (زہر) کی گانٹھ بن جاتی ہے۔پس کوئی بھی بات کہنے سے پہلے اچھی طرح سوچ لینا چاہئے کہ جو بات کہی جارہی ہے وہ کسی کی دل آزاری کا باعث تو نہیں ہوگی۔کہتے ہیں کہ کمان سے نکلا تیر اور زبان سے نکلے الفاظ کبھی واپس نہیں لوٹتے۔زبان اگرچہ ایک چھوٹی سی اور خفیف وزن چیز ہے مگر اس کو قابو میں رکھنے کا فن ہر کوئی نہیں جانتا۔بعض لوگ اپنی زبان کے غلط استعمال سے دلوں پر ایسے زخم لگا دیتے ہیں جو کبھی مندمل نہیں ہوتے۔اسی لیے کہتے ہیں کہ تلوار کا لگا گھاؤ جلد مندمل ہوجاتا ہے جبکہ زبان کے لگے گھاؤ کو مندمل ہوتے ہوتے بہت وقت لگ جاتا ہے۔شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

چھری کا تیر کا تلوار کا تو گھاؤ بھرا
لگا جو زخم زبان کا رہا ہمیشہ ہرا

(اسماعیل میرٹھی)

حقیقت یہ ہے کہ جو انسان اپنی زبان کو قابو میں رکھنے کا فن جان لیتا ہے لوگ اس کی قدر کرتے ہیں اور وہ ہر جگہ عزت پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّ مَغۡفِرَۃٌ خَیۡرٌ مِّنۡ صَدَقَۃٍ یَّتۡبَعُہَاۤ اَذًی۔

(البقرہ: 264)

’’اچھی بات کہنا اور معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے ایسے صدقہ سے کہ کوئی آزار اُس کے پیچھے آ رہا ہو۔‘‘

رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

اچھی بات کہنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموش رہنا بری بات کہنے سے بہتر ہے۔

(شعب الایمان جلد 4 صفحہ 256۔ حدیث نمبر 4993)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرمان کس قدر برحق ہے۔ جس میں آپؑ نے فرمایا ہے:

’’تقویٰ تمام جوارح انسانی اور عقائد، زبان، اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے نازک ترین معاملہ زبان سے ہے۔ بسا اوقات تقویٰ کو دُور کر کے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ مَیں نے یُوں کہا اور ایسا کہا، حالانکہ وہ بات بُری ہوتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 280۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔ 2003ء)

انسان کے کردار کی تعمیر میں اس کی گفتگو بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ زبان ہی ہے جس کے ذریعہ معاملات کو خوش اسلوبی سے حل بھی کیا جاسکتا ہے اور بگاڑا بھی جاسکتا ہے۔ اگر انسان اپنی زبان کو کنڑول کرنے کا ملکہ حاصل کر لے اور اپنی گفتگو کو اچھے پیرائے میں بیان کرنا سیکھ لے تو وہ بہت ساری الجھنوں اور پریشانیوں سے بچ سکتا ہے۔ گفتگو کے دوران اچھے الفاظ کا چناؤ جہاں انسان کے مقام ومرتبہ کو بلند کرتے ہیں وہیں غیر مناسب الفاظ کے استعمال سے اس کی عزت گھٹ جاتی ہے اور وہ لوگوں کی نگاہ سے گر جاتا ہے۔ عربی زبان کا ایک مشہور محاورہ ہے:

اَللِّسَانُ مَرۡکُوۡبٌ ذَلُوۡلٌ۔

زبان سدھائی ہوئی سواری ہے یعنی زبان کو استعمال کرنا ہر انسان کے اپنے اختیار میں ہے وہ جس طرح چاہے اُسے استعمال کرسکتا ہے۔ عربی کا ہی ایک اور محاورہ ہے:

لِیۡنُ الۡکَلَامِ قَیۡدُ الۡقُلُوۡبِ۔

نرم کلامی دلوں کی بیڑی ہے یعنی نرم اور اچھی زبان کے استعمال سے دلوں کو فتح کیا جاسکتا ہے۔

پس زبان کو درست رکھنا انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کی گئی اس نعمت سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے کسی لفظ اور فقرے سے کسی کی دل آزاری نہ ہو اور ہمارے الفاظ سے کسی کی عزت نفس کو ٹھیس نہ پہنچے۔ ہماری گفتگو خوشامد اور خود ستائی سے ہٹ کر ہمیشہ کلمۂ خیر پر مشتمل ہونی چاہئے کیونکہ ہماری زبان سے جو لفظ ادا ہوتے ہیں اُنہیں لکھنے اور شمار کرنے والے بہت مستعد اور چوکس ہیں:

مَا یَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَیۡہِ رَقِیۡبٌ عَتِیۡدٌ ﴿۱۹﴾ (قٓ:19)

’’وہ کوئی بات نہیں کہتا مگر اس کے پاس ہی (اس کا) ہمہ وقت مستعد نگران ہوتا ہے۔‘‘

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کون سا مسلمان بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان: بَابُ بَیَانِ تَفَاضُلِ الۡاِسۡلَامِ وَأَیُّ أُمُوۡرِہٖ أَفۡضَلُ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں چوتھی شرط یہ بیان فرمائی ہے:

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12/جنوری 1889ء)

ہمارے لفظوں میں بہت طاقت ہے جو انسانوں کو جوڑنے اور توڑنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اب یہ ہر انسان پر منحصر ہے کہ وہ کس قسم کا طرز عمل اختیار کرتا ہے۔ ہر عقل مند اور صاحب بصیرت انسان کی یہی کوشش ہونی چاہئے کہ حسن اخلاق اور اچھی زبان کے استعمال سے لوگوں کے دل جیتے جائیں اور عارضی خوشی کی خاطر کسی پر طنز کے تیر چلانے سے پرہیز کیا جائے۔ اگر کوئی اچھی بات نہ سوجھے تو بہتر ہے کہ اپنی زبان کو ذہن کے اندر آرام کا موقع دیا جائے جس میں کسی قسم کے نقصان کا احتمال نہیں بلکہ سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اعمال کو حسن اخلاق کے زیور سے مزّین فرمادے۔ آمین

رپورٹ عبدالہادی قریشی و حافظ اسد اللہ وحید، سیرالیون

طلباء مدرسۃ الحفظ کی جانب سے گورنمنٹ ہسپتال بوریجن میں عیادت مریضان

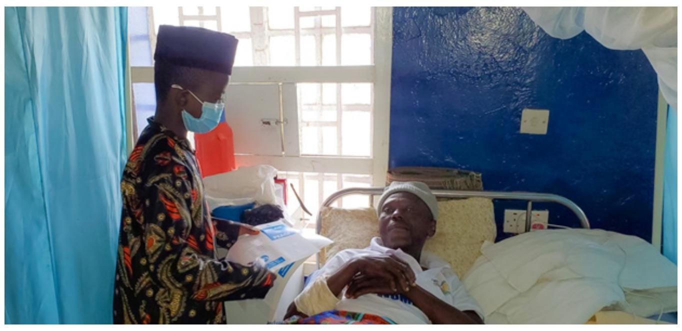

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے 2021ء میں سیرالیون میں جماعت احمدیہ سیرالیون کے سو سال پورے ہونے پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مدرسۃ الحفظ سیرالیون کے قیام کی منظوری عطا فرمائی ہے اور کلاسز کا باقاعدہ آغاز ہوچکا ہے۔

کورونا وائرس کے خلاف احتیاطی تدابیر کو بروئے کار لاتے ہوئے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے طلباء مدرسۃ الحفظ سیرالیون کو مؤرخہ 13 اگست 2021ء بروز جمعۃ المبارک بوریجن کے گورنمنٹ ہسپتال میں تقریباً 35 مریضوں کی عیادت، ان میں پھلوں کی تقسیم نیز تقریباً 61 غیراحمدی احباب وخواتین میں جماعت احمدیہ کے تعارف کے موضوع پر لیف لیٹس تقسیم کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ

ہسپتال کے ایم ایس مکرم S.K Amara صاحب و دیگر ڈاکٹر صاحبان بشمول سٹاف ارکان نے طلباء کی اس کاوش کا خیر مقدم کرتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار کیا اور جماعت کی خدمتِ انسانیت کی کوششوں کو احسن الفاظ میں سراہا۔ علاوہ ازیں وہاں موجود غیر از جماعت احباب نے نہایت خندہ پیشانی سے لیف لیٹس وصول کیے، انہیں پڑھنے میں دلچسپی ظاہر کی اور جماعت کی عمدہ تعلیمات کا اعتراف کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تمام ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری حقیر کاوشوں کو قبول فرمائے۔ آمین

محمد ادریس شاہد۔ فرانس

موجودہ دور میں تربیت اولاد

پودا جب زمین سے اُگتا ہے اس کا تنا اور اس کی کونپلیں نہایت نرم ہوتی ہیں اس کو مختلف قسم کے سہارے دے کر جس ڈیزائن میں چاہو تیار کر لو۔ وہ پودا آپ کے باغ کی بہترین زینت بن جائے گا لیکن اگر اس کی طرف توجہ نہ دی جائے اس کی شاخیں چاروں طرف جس طرح پھیلیں گی وہ کوئی خوشنما منظر نہ ہوگا بلکہ ممکن ہے بعض قریب سے گزرنے والوں کی ٹوپی یا پگڑی گرانے کا سبب بن جائیں۔

یہی حال ہماری اولاد کا ہے ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے گھر اولاد ہو اور اس کی نسل آگے سے آگے چلتی چلی جائے۔ اسلام نے اس خواہش کو نہیں دبایا لیکن اس کے ساتھ اس کو نیک اسلوب میں ڈھالنے اور اچھے سے اچھے نتائج کے حصول کی طرف توجہ دلائی ہے چنانچہ ہر مرد اور عورت کو یہ دعا سکھائی کہ

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا (الفرقان 75)

اے ہمارے رب! ہمیں زندگی کے ایسے ساتھی اور ایسی اولاد عطا فرما جو ہمارے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں تقویٰ کی راہوں پر چلنے والے ہوں اور ہمیں بھی تقویٰ کی اتنی دولت نصیب ہو کہ ہم اپنی متقی اولاد کے امام بن جائیں۔ (آمین)

پھر یہ بھی ارشاد الٰہی ہے۔ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم 7)

اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔

اب ان دونوں مقامات میں اول اچھے جیون ساتھی ملنے کی دعا دوم اولاد اور اہل خانہ کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک کے نصیب ہونے لیکن اس کے لیے اپنے آپ کو تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر قائم کرنے کی ہدایت فرمائی۔

اور پھر دوسری آیت کریمہ میں اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچانے کے لیے کوشش اور دعا کی تلقین فرمائی۔

بعض اوقات بعض والدین بچوں کو ان کے حال پر آزاد چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خود ہی بڑا ہو کر ٹھیک ہو جائے گا۔ حالانکہ یہاں تو مضمون اس سے بالکل برعکس ہے اولاد کے اس دنیا میں آنے سے بہت پہلے یہ دعا کرنے کا ارشاد ہے کہ ہمیں نیک اور متقی جیون ساتھی عطا فرما اور پھر اولاد کے اس دنیا میں آنے کے بعد اسے نہلا دھلا کر پہلا کام جو کرنا ہے وہ دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت گویا کہ اس دنیا میں آتے ہی اس بچے کے کان میں سب سے پہلے توحید اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی دعوت کی آواز سنائی دے۔

پھر فرمایا جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کی ترغیب دو اور دس سال کی عمر کو پہنچ کر بھی اگر وہ نماز کی طرف توجہ نہیں کرتا تو اسے سرزنش کرو۔

یہاں پھر ہمیں وہ پہلی بات کی طرف لوٹنا ہوگا۔ نماز کی تلقین یا کمزوری کی حالت دیکھ کر سرزنش تو تبھی ہم کر سکیں گے اگر ہم خود نماز کے پابند ہیں اور سات سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہم نے اپنے بچوں کو بھی نماز سکھا دی ہے لیکن اگر ہم اپنی مختلف مصروفیات کے باعث نمازوں کے اوقات میں نماز سے غفلت کرتے ہیں تو یاد رکھیں کہ ہم اپنے بچوں سے بھی نیکی کی توقع نہ رکھیں کیونکہ بچے ہمارے سامنے بول تو نہیں سکتے لیکن وہ ہمیں اور ہمارے کردار کو خوب نوٹ کرتے ہیں اس لیے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے نیک بنیں، نمازیں اپنے وقت پر ادا کریں تو ہمیں بھی ایسا کرنا ہوگا۔ تا ان کے لیے اچھا نمونہ بنیں۔ اب دیکھو ماں باپ اگر اولاد کو جھوٹ بولنے اور گالی گلوچ کرنے سے منع کرتے ہیں تو بہت اچھی بات ہے کیونکہ یہ بیماری ہمارے معاشرے میں عام ہے اور بچہ بھی کہیں سے یہ سب سیکھ سکتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کو ان بدعادتوں سے بچنے کی تلقین کرتے رہیں لیکن یاد رکھیں ہماری سب پند و نصائح تبھی اچھے پھل لائیں گی اور نیکی کا ماحول پیدا کریں گی جب ہم خود بھی ان بدعادتوں سے بچیں گے لیکن اگر گھر میں بچہ ہر وقت بات بات پر گالی گلوچ سنتا ہے اور اپنی والدہ کو والد سے اور والد کو والدہ سے طرح طرح کے جھوٹ بولتے بلکہ اپنی بات پر یقین دلانے کے لیے قسمیں اٹھاتے دیکھتا ہے تو وہ بھی یقیناً اس راہ کو اپنائے گا۔ اس لیے وہ جو دعا میں متقیوں کا امام بننے کی دعا سکھائی ہے اس میں یہی راز ہے کہ ہمیں اپنی اولاد کو تقویٰ کی راہوں پر چلانے کے لیے خود ان کا امام بننا ہوگا۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر بچہ فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے بعد میں اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔ اب یہاں کسی بیرونی ماحول کے غلط اثر کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ سب نیکی بدی کو ماں باپ کی طرف منسوب فرمایا ہے کیونکہ ہر بچے کی بنیاد وہاں پر اٹھتی ہے۔ بیرونی ماحول خواہ یورپ ہو یا ایشیا ہو کوئی بھی ماحول ہو اگر اپنے بچے کو آپ نے ابتدائی طور پر تقویٰ کی راہوں پر چلا دیا تو پھر آندھیاں چلیں یا طوفان آئیں ان پودوں کی جڑیں مضبوطی سے تقویٰ کی راہوں پر قائم ہوں گی ہر شر کا مقابلہ کریں گے لیکن اگر گھریلو سطح پر ان کو مضبوط زمین نہ ملی تو پھر ہوا کا جھونکا بھی ان کو اکھاڑ پھینکنے کے لیے کافی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ تمام بھلائیوں کی یہ بنیاد ہے۔

(حدیقۃ الصالحین مرتبہ حضرت ملک سیف الرحمٰن صفحہ 552)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

’’جب تقویٰ نہ ہو تو ایسی حالت میں اولاد بھی پلید پیدا ہوتی ہے اولاد کا طیب ہونا تو طیبات کا سلسلہ چاہتا ہے اگر یہ نہ ہو تو پھر اولاد خراب ہوتی ہے۔‘‘(ملفوظات جلد سوم صفحہ 164)

فرمایا: ’’صالح آدمی کا اثر اس کی ذریت پر بھی پڑتا ہے اور وہ بھی اس سے فائدہ اٹھاتی ہے۔۔۔۔۔حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا ہے میں بچہ تھا بوڑھا ہوا میں نے کسی خدا پرست کو ذلیل حالت میں نہیں دیکھا اور نہ اس کے لڑکوں کو دیکھا کہ وہ ٹکڑے مانگتے ہوں گویا متقی کی اولاد کا بھی خدا تعالیٰ ذمہ دار ہوتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 117 تا 118)

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 14 جولائی 2017ء میں فرمایا۔

’’بہت سی عورتیں مرد لکھتے ہیں اور ملیں، ملاقات کریں تب زبانی بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں اولاد ہونے والی ہے اس کے لئے دعا کریں۔ یا یہ کہ ہم اس پیدا ہونے والی اولاد کے لئے کیا دعا کریں۔ یا پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ ہماری اولاد ہے، بچے ہیں اور بچپن سے جوانی کی طرف بڑھ رہے ہیں، اس میں قدم رکھنے والے ہیں، ان کی تربیت کی فکر رہتی ہے ان کے لئے کیا دعا کریں؟ کس طرح ان کی تربیت کریں کہ ہمارے بچے صحیح راستے پر اور نیکیوں پر قائم رہیں؟

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی اکثریت یہ سوچ رکھتی ہے اور ان کو یہ توجہ ہے یا کم از کم فکر ہے کہ کس طرح اپنے بچوں کی تربیت کرنی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم احمدیوں پر بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی وجہ سے ہماری سوچیں اس زمانے میں جبکہ دنیا کی خواہشات نے ہر ایک کو گھیرا ہوا ہے، یہ ہیں کہ ہم اپنی اولاد کے لئے صرف دنیا کی فکر نہیں کرتے بلکہ دین کی بہتری کا بھی خیال پیدا ہوتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ہم مسلمانوں پر احسان فرمایا ہے بشرطیکہ مسلمان اس طرف توجہ دیتے ہوئے اس پر عمل کرنے والے ہوں کہ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر بچوں کی پیدائش سے پہلے سے لے کر تربیت کے مختلف دَوروں میں سے جب بچہ گزرتا ہے تو اس کے لئے دعائیں بھی سکھائی ہیں اور تربیت کا طریق بھی بتایا ہے اور والدین کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اگر ہم یہ دعائیں کرنے والے اور اس طریق کے مطابق اپنی زندگی گزارنے والے اور اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دینے والے ہوں تو ایک نیک نسل آگے بھیجنے والے بن سکتے ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بچوں کی تربیت کوئی آسان کام نہیں اور خاص طور پر اس زمانے میں جب قدم قدم پر شیطان کی پیدا کی ہوئی دلچسپیاں مختلف رنگ میں ہر روز ہمارے سامنے آ رہی ہوں تو یہ بہت مشکل کام ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جب دعائیں اور طریق بتائے ہیں تو اس لئے کہ اگر ہم چاہیں تو خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی شیطان کے حملوں سے بچا سکتے ہیں لیکن اس کے لئے مسلسل دعاؤں، اللہ تعالیٰ کی مدد اور محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ ایک مسلسل جہاد کی ضرورت ہے۔ اور حقیقی مومن سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جُڑ کر اپنے آپ کو بھی اور اپنی اولاد کو بھی شیطان کے حملوں سے بچائے نہ کہ مایوس ہو جائے یا تھک جائے اور خوفزدہ ہو کر منفی سوچوں کو اپنے اوپر طاری کر لے۔‘‘

پس مومنوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اصلاح کی طرف ہمیشہ متوجہ رہیں اور اپنی اولاد کی بھی فکر کرتے رہیں اور ان کی نگرانی کرتے ہوئے زندگی کے ہر معاملے میں ان کی مناسب راہنمائی کریں اور اس رنگ میں ان کی تربیت کریں کہ ان کے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ موجزن ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز ان کی نظروں میں ہیچ ہو جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہمارے مدنظر رہے کہ اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔

(ترمذی ابواب البر والصلۃ باب فی ادب الولد)

اور پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ اولاد کی تربیت کوئی اختیاری کام نہیں بلکہ فرض ہے اور ایسا فرض ہے جس کے بارہ میں ہم اللہ تعالیٰ کے حضور پوچھے جائیں گے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک اپنے اہل و عیال پر اس طرح نگران ہے جس طرح ایک چرواہا بھیڑوں کا نگران ہوتا ہے اور ہم میں سے ہر ایک سے اس کی اس ذمہ داری کے بارہ میں خدا کو جواب دینا ہوگا۔ اسی لیے قرآن شریف میں ہمارے رب نے ہمیں دعا سکھائی کہ ہم خدا کے حضور دعا کرتے رہیں ’’اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ‘‘(الاحقاف:16) میرے لئے میری ذریت کی بھی اصلاح کر دے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر فرمایا تھا ’’یہ زمانہ ایسا نہیں جس میں ہم ذرا بھی غفلت برتیں اور سستی سے کام لیں اس لیے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے بچوں کو سنبھال لیں ان کی بہترین رنگ میں تربیت کریں۔‘‘

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ 405)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

’’جماعت اور اسلام کا غلبہ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ اس خدا کی تقدیر ہے جو تمام طاقتوں کا مالک خدا ہے اور وہ ناقابل شکست اور غالب ہے۔ اگر کوئی ہم میں سے راستے کی مشکلات دیکھ کر کمزوری دکھاتا ہے، اگر ہماری اولادیں ہمارے ایمان میں کمزوری کا باعث بن جاتی ہیں، اگر ہماری تربیت کا حق ادا کرنے میں کمی ہماری اولادوں کو دین سے دور لے جاتی ہے، اگر کوئی ابتلا ہمیں یا ہماری اولادوں کو ڈانواں ڈول کرنے کا باعث بن جاتا ہے تو اس سے دین کے غلبے کے فیصلے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہاں جو کمزوری دکھاتے ہیں وہ محروم رہ جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ دوسروں کو سامنے لے آتا ہے، اور لوگوں کو سامنے لے آتا ہے، نئی قومیں کھڑی کر دیتا ہے۔ پس اس اہم بات کو، اور یہ بہت ہی اہم بات ہے ہمیں ہمیشہ ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور اس کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی نسلوں کی تربیت کی فکر کی ضرورت ہے۔ سب سے اہم بات اس سلسلے میں ہمارے اپنے پاک نمونے ہیں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 507)

عدنان ورک

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ حصول برکات کا ذریعہ

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ سے جہاں ایک احمدی روحانی علوم ومعارف کے خزانے پاتا ہے اور اسکا ذہن بھی منور ہوتا وہاں اسکا ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ پڑھنے والے پر برکات کا نزول بھی ہوتا ہے خواہ وہ کسی معرفت کے نقطہ مکمل یا جزوی طور پر سمجھ پاتا ہے لیکن اس پر رحمتوں اور برکتوں کا نزول ضرور ہو رہا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ حقیقۃ الوحی میں انبیاء واولیاء اللہ کے روحانی فیوض کے متعلق فرماتے ہیں ’’اور بباعث نہایت درجہ فنا فی اللہ ہونے کے اسکی زبان ہروقت خدا کی زبان ہوتی ہے اور اسکا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ایسا ہی انکے ہاتھوں میں اور پیروں میں اور تمام بدن میں ایک برکت دی جاتی ہے جسکی وجہ سے ان کا پہنا ہوا کپڑا بھی متبرک ہوجاتا ہے اور اکثر اوقات کسی شخص کو چھونا یا اسکو ہاتھ لگانا اسکے امراض روحانی یا جسمانی کے ازالہ کا موجب ٹھہرتا ہے ۔اسی طرح انکے رہنے کے مکانات میں بھی خدائے عزوجل ایک برکت رکھ دیتا ہے وہ مکان بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے خدا کے فرشتے اسکی حفاظت کرتے ہیں۔اسی طرح انکے شہر یا گاؤں میں بھی ایک برکت اور خصوصیت دی جاتی ہے۔اسی طرح اس خاک کو بھی کچھ برکت دی جاتی ہے جس پر ان کا قدم پڑتا ہے‘‘ (حقیقۃ الوحی ص 18،19) اسی طرح ایک اور جگہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں ’’اور اسکی زبان اور بیان اور تمام افعال اور اقوال اور حرکات وسکنات میں ایک برکت رکھی جاتی ہے‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص 229) چونکہ انکی ہر چیز میں برکت رکھی جاتی ہے اور انکی چیزوں کے قریب جانے والا بھی ان برکتوں سے حصہ پاتا ہے اس لئے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کو پڑھنے والا بھی ان برکات اور فیوض سے حصہ پاتا ہے جو ان تحریروں میں اس پاک وجود کی وجہ سے رکھی گئی ہیں یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ جیسے حدیث میں آیا ہے ’’آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے گا اسکو ایک نیکی ملے گی جو دس کے برابر ہوگی میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے‘‘ (سنن ترمذی حدیث نمبر 2919) اسی طرح علی حسب مراتب خدا تعالی اپنے پیاروں کی تحریروں میں بھی برکت رکھتا ہے اسی پہلو کو مزید اجاگر کرنے کیلئے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ’’یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الہی سے لکھے گئے ہیں میں انکا نام وحی الہام تو نہیں رکھتا مگر یہ ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالی کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں‘‘ (سر الخلافہ ص 6) ایک اور جگہ فرماتے ہیں ’’میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کیلئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے‘‘ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 ص 403)

آپؑ کی تحریرات کس قدر برکتیں سمیٹی ہوئی ہیں اسکا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ان تحریرات کے لکھنے والے کو اللہ تعالی نے تحریری خطاب سے نوازا چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں ’’اللہ تعالی نے اس عاجز کا نام سلطان القلم رکھا اور میرے قلم کو ذوالفقار علی فرمایا‘‘ (تذکرہ ص 408)

اس پہلو کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کیا خوب اجاگر کیا ہے آپؓ فرماتے ہیں ’’جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے‘‘ (ملائکۃ اللہ از انوار العلوم جلد 5 ص 560) اور فرشتوں کے نزول کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے مِن کُلِّ اَمرٍ سَلامٌ کہ وہ سلامتی اور رحمتوں برکتوں کے سامان لے کر اترتے ہیں لہذا حضورؑ کی کتب کا مطالعہ جہاں ہمیں علمی میدان میں نکھارتا ہے وہیں ہمیں پڑھنے کا ثواب بھی ساتھ مل رہا ہوتا ہے۔

پھر خدا تعالی آپؑ کو الہاما فرمایا ’’یا احمدُ فاضَتِ الرَّحمۃ علی شَفَتَیك ۔ کلام اُفصحت من لدن رب کریم‘‘ (حقیقۃ الوحی ص 105) اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری ہے تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا۔ یہ انہی ہونٹوں سے نکلی ہوئی تحریریں ہیں جن پر خدا نے رحمت جاری کی تو جو ان تحریروں کو اپنے ہونٹوں پر لے گا وہ بھی اس رحمت سے حصہ پائیگا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں ’’جماعت کی تربیت کیلئے آج کے زمانے حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات کو پڑھ کر سنانے سے بہتر اور کوئی طریق نہیں ہے اتنا گہرا اثر رکھتے ہیں‘‘ (الفضل 19 اپریل 1998)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ’’کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت تربیتی پہلو سے بھی بہت ذیادہ ہے ان کتب کو پڑھ کر انسان محسوس کرتا ہے کہ وہ خود حضرت مسیح موعودؑ کی مبارک معیت میں موجود ہے اور یوں انسان کے اعمال بہتر سے بہتر ہوتے جاتے ہیں اور انسانی کجیاں روز بروز دور ہوتی جاتی ہیں‘‘ (مشعل راہ جلد دوم ص 45) ایک اور موقع پر فرمایا ’’یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تا کہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہوجائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہوجائیں گی اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں‘‘

(پیغام حضور انور۔ برموقع اشاعت روحانی خزائن کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن مؤرخہ 10 اگست 2008)

سید شاہد احمد، سیکرٹری اصلاح و ارشاد کٹک، انڈیا

حضرت سید عبد الستارؓ سونگڑوی

سونگڑہ بلکہ صوبہ اُڈیشہ کے اصحاب حضرت سیدنا اقدس مسیح موعودؑ کے کل بارہ بزرگان میں سے ایک حضرت سید عبد الستارؓ تھے۔آپ کے والد کا نام حاجی سید منظور علی تھا۔آپ کی پیدائش سونگڑہ کے سخت مخالف محلہ ’’دریا پور‘‘ (DARIYA PUR) میں 1858ء کو ایک رئیس گھرانے میں ہوئی۔ آپ حضرت الحاج سید احمد علیؓ عرف حاجی احمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے بڑے بھائی تھے۔

محترم قریشی محمد حنیف قمر علوی مرحوم سائیکل سیاح وآنریری مبلغ سلسلہ کی تحقیق سے تیار کردہ شجرہ نسب خاندان سادات اڑیشہ کے مطابق آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے۔

سید ابوالہاشم عرف سید ہاشم جد امجد خاندان سادات صوبہ اُڈیشہ (ہجری 1024) > سید محمد قاسم > سید محی الدین > سید علی رضا عرف سونا میاں > ابو القاسم عرف نھو میاں > کرم علی > پیتائی بے بے > حاجی سید منظور علی > حضرت سید عبد الستارؓ وحضرت الحاج سید احمد علی عرف حاجی احمدؓ۔

آپ چھوٹے قد۔سانولہ رنگ۔فربہ بدن۔گول چہرہ پر مشتمل جسم رکھتے تھے۔ کلام اللہ بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے نیز علم طب کا خاص ملکہ رکھتے تھے آپ کی زندگی کا پیشتر حصہ تبلیغ حق اور کیمیا کی تلاش میں گزرا۔ اکثر دیہاتوں نیز صوبہ بنگال تک سلسلہ واعظ کے لیے مسلسل دورہ کیا کرتے تھے۔

جب حضرت مولوی سید عبد الرحیمؓ کٹکی حیدر آباد دکن سے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کا پیغام لیکر سونگڑہ تشریف لائے تو آپ اپنی بیوی کے خالو ہونے کے ناطہ محلہ کو سمھی حضرت مولوی صاحبؓ سے ملنے تشریف لے گئے اور ظہور امام مہدیؑ کا پیغام لے کر اپنے محلہ واپس آرہے تھے کہ محلہ رسول پور کے سرے پر جہاں اس وقت دو آم کے درخت بنام ’’ہزاری ہزاری‘‘ کے پاس حضرت سید نیاز حسینؓ کو پیغام سنایا تو اپنی مومنانہ فراست سے حضرت سید نیاز حسینؓ بول اٹھے کہ ’’اگر عبد الرحیم کہتا ہے تو ضرور سچا ہوگا‘‘۔ نیز فرمایا کہ ’’تم گواہ رہو میں ایمان لایا‘‘۔

حضرت سید عبد الستارؓ نے بتوسط حضرت عبد الرحیمؓ کٹکی 5، جنوری 1900ء سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی تحریری بیعت کر لی۔ ازاں بعد قادیان جاکر دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔آپ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کرنے والے صوبہ اوڈیشہ کے پہلے قافلہ میں شامل ہونے والے سات افراد میں سے ایک تھے۔ (مختصر تاریخ احمدیت جماعت احمدیہ سونگڑہ از محترم محمد زکریا مرحوم، بدر 18 اپریل 1971ء)

آپ کو قرآن کریم سے بے انتہا عشق تھا اور علم طب کے ماہر تھے اس پر مسلسل تحقیق میں لگے رہتے تھے۔تبلیغ اسلام و احمدیت سے لگن تھی۔ آپ کی شادی محلہ رامکاہ (سونگڑہ) کے ایک جید عالم دین محترم سید حفیظ الدین مرحوم کی صاحبزادی محترمہ غنیمت النساء سے ہوئی تھی افسوس کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ کی وفات 18 جون 1909ء بروز جمعۃ المبارک صبح 06 بجے ہوئی۔

(ماخوز از خود نوشتہ ڈائری حضرت سید نیاز حسینؓ
اور محترم سید منظور احمد مرحوم برادر زادہ حضرت سید عبد الستارؓ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ابن الف آر بسل

وَ جَآءَ مِنۡ اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ رَجُلٌ یَّسۡعٰی

سورۃ یاسین آیت 21 :

وَ جَآءَ مِنۡ اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ رَجُلٌ یَّسۡعٰی قَالَ یٰقَوۡمِ اتَّبِعُوا الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿ۙ۲۱﴾

اور آیا شہر کے دور کے کنارے سے ایک مرد دوڑتا ہوا کہنے لگا اے قوم! رسولوں کی پیروی کرو۔

اس کی لطیف تفسیر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ

موسیٰ کی طرف ایک شخص آیا

(القصص آیت 21)

اور عیسیٰؑ کی طرف آرمیتاہ سے اور ہمارے آقا کی طرف صحابہ میں سے ایک شخص یعنی ابو بکر وغیرہ اور مسیح موعودؑ کی طرف اطراف خوست کابل سے صاحبزادہ عبد اللطیف شہید۔

(بحوالہ قرآن کریم مع ترجمہ و حاشیہ مرتبہ حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب از درس قرآن حضرت حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاول)

سید الشہداء حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کی شہادت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا :

صد ہزاراں فرسخے تا کوئے یار
دشت پُر خار و بلائش صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم
ایں بیاباں کرد طے از یک قدم

کوچہ محبوب تک لاکھوں کوس کا فاصلہ ہوتا ہے اور اس کے اندر کانٹے اور جنگل اور سو بلائیں ہوتی ہیں لیکن اس شیخ عجم کی یہ شوخی دیکھ کہ اس نے اس بیاباں کو ایک ہی قدم میں طے کرلیا۔

عربی کلام میں فرمایا:

وَکَمۡ مِّنۡ عِبَادٍ اٰثَرُوۡنِیۡ بِصِدۡقِھِمۡ
عَلَی النَّفۡسِ حَتّٰی خُوِّفُوۡا ثُمَّ دُمِّرُوۡا
وَ مِنۡ حِزۡبِنَا عَبۡدُ اللَّطِیۡفِ فَاِنَّہٗ
اَرٰی نُوۡرَ صِدۡقٍ مِّنۡہُ خَلۡقٌ تَھَکَّرُوۡا
جَزَی اللّٰہُ عَنَّا دَآئِمًا ذَالِکَ الۡفَتٰی
قَضٰی نَحۡبَہٗ لِلّٰہِ فَاذۡکُرۡ وَ فَکِّرۡ
عِبَادٌ یَّکُوۡنَ کَمُبۡسِرَاتٍ وُجُوۡدُھُمۡ
اِذَامَآ اَتَوۡا فَالۡغَیۡثُ یَاۡتِیۡ وَ یَمۡطُرُ
اَ تَعۡلَمُ اَبۡدَالًا سِوَاھُمۡ فَاِنَّھُمۡ
رُمُوۡا بِالۡحِجَارَۃِ فَاسۡتَقَامُوۡا وَ اَجۡمَرُوۡا
تَجَلّٰی عَلَیۡھِمۡ رَبُّھُمۡ رَبٌّ مَا بَدَا
فَفَرُّوۡٓا اِلَی النُّوۡرِ الۡقَدِیۡمِ وَ اَبۡدَرُوۡا

”بہت سے بندے ایسے ہیں جنہوں نے اپنی جان پر مجھ کو اختیار کر لیا ہے یہاں تک کہ ڈرائے گئے پھر قتل کئے گئے اور ہمارے گروہ میں سے مولوی عبد اللطیف ہیں کیونکہ اس نے اپنے صدق کا نور ایسا دکھلایا کہ اس کے صدق سے لوگ حیران ہو گئے خدا ہم سے اس جوان کو بدلہ دے وہ اپنی جان خدا کی راہ میں دے چکا پس سوچ اور فکر کر یہ وہ بندے ہیں کہ مون سون ہوا کی طرح ان کا وجود ہوتا ہے جب آتے ہیں پس ساتھ ہی بارش رحمت کی آتی ہے کیا تو ان کے سوا کوئی اور لوگ ابدال جانتا ہے کیونکہ وہ لوگ ہیں جن پر پتھر چلائے گئے پس انہوں نے استقامت اختیار کی اور ان کی جمعیت باطنی بحال رہی ان پر ان کا خدا متجلی ہوا جو تمام مخلوقات کا خدا ہے پس وہ نور قدیم کی طرف جلدی سے بھاگے“

(القصائد الاحمدیہ صفحہ 366)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

کچھ عرصہ قبل ایک مخلص دوست نے توجہ دلائی تھی کہ فی زمانہ بچوں اور نوجوانوں میں ایسی جینز پہننے کا شوق پروان چڑھ رہا ہے جن کے پائنچے ”فیشن“ کے طور پر اَن سلے رکھے جاتے ہیں اور ان سے لٹکے ہوئے تار یا دھاگے زمین سے بھی رگڑ کھا رہے ہوتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض بچے اور نوجوان نادانی میں انہی پائنچوں سمیت مسجد میں نماز کے لئے آجاتے ہیں اور یوں زمین سے جو غلاظتیں یا کثافتیں ان لٹکے ہوئے دھاگوں سے چمٹ چکی ہوتی ہیں وہ مسجد کے کارپٹ یا جائے نماز پر لے آتے ہیں۔

یہ بے احتیاطی معروف آداب مساجد کے بھی خلاف ہے اور حفظان صحت اور عمومی نظافت کے اصولوں کے بھی۔ کیونکہ یہی پائنچے کار پارک یا سڑکوں اور فٹ پاتھوں پہ بھی گھسیٹے جا رہے ہوتے ہیں اور کیچڑ والی جگہ یا بیت الخلاء وغیرہ میں بھی۔

اس بارہ میں اول طور پر والدین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنے بچوں میں اس بارہ میں شعور پیدا کریں۔

(مرسلہ: ط۔ الف۔ میم)

15 ستمبر 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:51	18:24
مدینہ منورہ	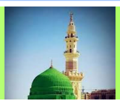	04:49	18:26
قادیان		04:50	18:35
ربوہ		04:30	18:14
اسلام آباد ٹلفورڈ	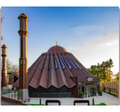	05:09	19:17